Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION ANDCULTURE(JICC)

Volume 4, Issue 2 (July-December, 2021)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue:https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/11
URL: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/160
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v4i02.160

Title An Analysis of Similarities in the poetry of Allama Iqbal and Ahmad Shooqi

Author (s): Dr.Hend Abdul Haleem, Dr.Syed Naeem

Received on: 29 January, 2021
Accepted on: 26 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr.Hend Abdul Haleem, Dr.Syed Naeem " An Analysis of Similarities in the poetry of Allama Iqbal and Ahmad Shooqi" JICC: 4 no, 2 (2021): 27-38

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Click here for more

علامہ اقبالؔ اور احمد شوقی کے کلام میں مماثلت

An Analysis of Similarities in the poetry of Allama Iqbal and Ahmad Shooqi

* ڈاکٹر ہند عبد الحلیم محفوظ

**سید نعیم

Abstract

A poet has a very sensitive and critical heart. He is influenced by the his surroundings and atmosphere just like a layman is but being a sensitive soul a poet has very strong feelings about the nature and his surroundings. He feels and notices things that go unnoticed by a layman. This is the basic difference between a poet and a layman. Poets belonging to different nationalities and times share commonalities among them and this is a natural phenomenon. This shared property among them is a natural thing. Sometimes there a spatial gape among the poets and sometimes there is considerable gape of time among them but because they read the poetry of other poets, it is natural thing that they get influenced by each other and sometimes they copy the concepts, contents or style from each other. Similarly, sometimes poets are contemporary to each other and they face similar issues and problems as faced by other poets of the same age and place. All the poets are influenced by those incidents but they express it in their own peculiar ways. To the same category fall the Egyptian poet Ahmad Shooqi and sub continental/ Pakistan poet Allama Muhammad Iqbal. They are not only contemporary to each other but they also share other similarities. For example both have same religion, both had their higher education in the West and both are highly patriotic poets. In the present paper I have tried to explore such similarities in themes and style in the poetry of the two poets.

***Keywords**: sensitive, critical, influenced, atmosphere, natural*

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو جامعہ الازھر شریف مصر

**پوسٹ ڈاک اسکالر، یونیورسٹی آف کیلی فورنیالاس انجلس امریکہ

تمہید

شاعر کی حیثیت ایک حساس دل رکھنے والا انسان ہوتا ہے جو سماجی اور سیاسی موحول سے ایسا ہی متاثر ہوتا ہے جیسا کہ ایک عام انسان مگر چونکہ وہ ایک حساس طبیعت کا ملک ہوتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے وہ سب کچھ جو ایک عام آدمی نہیں کرتا اور یہی فرق پایا جاتا ایک عام انسان میں اور ایک شاعر میں۔ اسی کے ساتھ تقریبا تمام شعراء خواہ وہ کس ملک، کس مہذہب اور کسی بھی زبان سے تعلق رکھے بسا اوقات ان میں ایک گونہ یکسانیت کا پایا جانا ایک فطری اور عقلی بات ہے اس کے علاوہ کبھی شعراء کے درمیان ایک زمانی فاصلہ ہوا کرتا ہے اور وہ ایک دوسرے کلام کو پڑھتے ہیں اور ان متاثر ہوتے ہیں پھر ان جیسا کلام وہ بھی اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی تو وہ بہت زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں اور کبھی ان کی کوشش مقلدانہ حیثیت کی ہوتی ہیں اسی طرح شعراء کبھی ہم عصر ہوا کرتے ہیں اور ان کی زندگی میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جس سے سب شعراء یکسان طور پر متاثر ہوتے ہیں اور وہ ان واقعات اپنے اسلوب وذوق کے مطابق اپنے اشعار میں بیان کرتے ہیں۔ اسی قبیلے سے مصر کے مشہور شاعر شوقی اور ہندوستان کے شاعر مشرق علامہ اقبال ہیں جو ہم عصر ہونے کے ساتھ ساتھ ان بہت ساری جہتوں میں مماثلت پائی جاتی ہے مثلا دونوں مذہب ایک ہے دونوں کی اعلی تعلیم مغرب سے ہے دونوں میں ملکی حمیت اور وطن سے وفاداری کا عنصر نظر اتاہے۔

لب ولہجے کے اعتبار سے شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتاہے اور انھیں شاعری کی تین آوازیں بھی کہاجاتاہے۔ خود کلامی کا لہجہ ”شاعری کی پہلی آواز ہے۔ یہاں شاعر اپنے آپ سے گفتگو کرتاہے دوسرے سے گفتگو یعنی ”مخاطب“ شاعری کی دوسری آواز ہے۔ شاعری کی تیسری آواز وہ ہے جب شاعر کچھ کردار وضع کرتاہے یا تاریخ مستعار لے لیتاہے۔ اور اپنی بات ان کی زبان سے ادا کراتاہے۔

ہر شاعر کے کلام میں شاعری کی پہلی اور دوسری آوازیں مل جاتی ہیں کیوں کہ شعرا ٔ اپنے کلام میں عام طور پر خود کلامی کرلیا کرتے ہیں یا اپنے محبوب سے مخاطب ہوا کرتے ہیں۔ عموماً یہ دونوں آوازیں آسانی سے محسوس کرائی جاتی ہیں لیکن شاعری کی تیسری آواز جس میں شاعر کسی کردار کے ذریعے اپنا پیغام پیش کرواتا ہے، ایسے شعرا ٔکے کلام میں تخیل کی پرواز بلند اور الفاظ میں معنویت کی گہرائی پائی جاتی ہے۔

ایسے باشعور آفاقی شعرا ٔمیں علامہ اقبالؔ اور احمد شوقی کا شمار ہوتاہے۔ شاعر اقبالؔ کی نظم ”پہاڑ اور گلہری“ عربی شاعر احمد شوقی کی نظم ”المدرسۃ“ سب سے پہلے دونوں شعرا ٔکا مختصر تعارف پیش ہے۔

علامہ اقبال جنہیں اہلِ پاکستان سمیت دُنیا بھر کے اقبالؒ شناس شاعرِ مشرق، حکیم الامت اور صوفی شاعر سمیت دیگر قابلِ قدر القابات سے یاد کرتی ہے، ان کا 143 واں یومِ پیدائش آج منایا جارہا ہے اور آج ہی ہمیں علامہ اقبال کے فلسفے سے استفادہ کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

علامہ اقبال کے مختصر حالاتِ زندگی

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، والد کا نام شیخ نور محمد اور والدہ کو بے جی کے نام سے پکارا جاتا تھا جبکہ آپ کا خاندان مذہبی اعتبار سے سیالکوٹ میں خاصا اہم سمجھا جاتا تھا۔[1]

مولانا غلام حسین نے ایک استاد کی حیثیت سے علامہ اقبال کو قرآنِ پاک سکھایا۔ شمس العلماء مولوی میر حسن نے علامہ اقبال کو ابتدائی تعلیم دی۔ علامہ اقبال ذہانت میں ہم عمر بچوں سے بے حد آگے تھے اور حاضر جوابی بھی اپنی مثال آپ تھی۔

جب علامہ اقبال 16 برس کے تھے، آپ نے میٹرک کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ 1895ء میں ایف اے کیا اور مزید تعلیم کیلئے لاہور کا رخ کر لیا۔[2]

لاہور میں انگریزی، عربی اور فلسفے کی تعلیم حاصل کی۔ ایم اے فلسفہ میں داخلہ لینے کے بعد آپ کو پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ نے پڑھایا۔ مارچ 1899ء میں علامہ اقبال نے ماسٹرز میں صوبے بھر میں اوّل آنے کا اعزاز حاصل کیا اور شاعری تو ایف اے کے دور سے ہی شروع ہو چکی تھی۔

شاعری کی ابتدا

ایک مفکر اور فلسفی کے طور پر علامہ اقبال نے بہترین تحریریں چھوڑی ہیں تاہم آپ کی شاعری آج بھی آپ کے تعارف کا سب سے بڑا استعارہ سمجھی جاتی ہے۔

مشاعروں میں نہ جانے کی وجہ سے علامہ اقبال کو ابتدا میں کوئی نہیں جانتا تھا لیکن کچھ دوست انہیں 1899ء میں حکیم امین الدین کے ہاں کھینچ لائے۔ یہاں علامہ اقبال نے ایک شعر کہا تو آپ کو بہت داد سے نوازا گیا:

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے[3]

یہ ایک شاعر کے طور پر علامہ اقبال کے تخلیقی سفر کی ابتدا تھی اور یہیں سے انجمن حمایتِ اسلام کے ملی اور رفاہی جلسوں میں کلام پڑھنے کا آغاز بھی ہوا۔

احمد شوقی کا تعلق مصر سے ہے چنانچہ جدید عربی شاعری کی تاریخ میں شوقی کا نام سب سے زیادہ مقبول ہوا۔ اگر چہ ایک طرف وہ آزاد خیال اور روشن کیال شاعر تھے تو دوسری طرف عباسی دور کی شاعری کے اسالیب کی پیروی بھی کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں قدیم اسلوب اور ہیئت میں جدید مضامین کو سمویا۔ قدیم خیالات کو اپنی قوت فکر سے جدیدیت کے سانچے میں ڈھالا۔ قدیم مصری تہذیب کو جدید لب لہجہ کی روح پھونک کر زندہ کیا۔ سماجی مسائل اور معاشرتی پہلو کو حسین انداز سے پیش کیا۔ اسلامی اخوت و محبت کو اپنی شاعری کے پیکر میں سجایا۔ اسلاف کے عظیم الشان کارناموں کو پیش کر کے لوگوں کے دلوں کو دعوت عمل دی اور تاریخ اسلام کے بے داغ دور کا ذکر چھیڑ کر مردہ دلوں مین جان و توانائی پیدا کی۔[4]

شوقی نے فن کی دنیا میں ایسے وقت قدم رکھا جب مصر میں عربی شاعری محمود سامی البارودی کے ہاتھوں بے جا قیود اور تکلفات سے آزاد ہو کر آزاد فضا میں سانس لے رہی تھی۔ شوقی نے شاعری کے اسلوب کو دل آفرین اور معانی کو گہرائی و گیرائی حامل بنایا اور عربی میں تمثیلی شاعری کی بنیاد ڈالی اور انہوں نے کئی ڈرامے منظوم کیے جیسے مصرع قلو پطرہ، مجنون لیلی، سرور عنترہ، بلاشبہ شوقی اپنی مختلف جدت طرازیوں اور خداداد صلاحیتوں کے سبب عربی کے سب سے باکمال شاعر کہلائے اور انھیں امیر الشعرا کے خطاب سے نوازا گیا۔

شوقی کی شاعری قومیت میں اور ملت پرستی کے جذبے سے وجود میں آئی ان ہی دونوں کے میل سے انکے فکر کا تانا بانا تیار ہوا ہے پھر ان کے ہاں مشرق و مغرب کا خوش گوار امتزاج ملتا ہے۔

اکتوبر 1932ء کو احمد شوقی دیوان ''الشوقیات'' کے نام سے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اپنے پیچھے چھوڑ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔[5]

انہوں نے عربی ادب میں نعتیہ قصیدہ ''نہج البردہ'' اور بچوں کے لیے نظموں اور نغموں کے ان کے مجموعے بھی ہیں اور ان کی ایک اہم کتاب ''عظماء الاسلام'' کے نام سے بھی شائع ہوئی ہے اپنی یادگار کے طور پر ادب میں اضافے کیے ہیں۔[6]

بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ نئے نظریات و خیالات کے آغاز و ارتقاء کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں ایشاء اور افریقہ کے بیشتر ممالک غلامی کے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسی زمانے مین وطینیت کے نئے تصور نے ملت اسلامیہ کی تہذیبی و تمدنی، مذہبی و فکری وحدت پر ایک کاری ضرب لگائی۔

لہذا تمام اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب و تمدن کے خلاف فکری و عملی جہاد برپا نظر آتا ہے۔ ہندوستان میں علامہ اقبالؒ اور مصر میں احمد شوقیؒ اسی نئی آواز کے علمبردار تھے۔

ان دونوں ہستیوں کی زندگی اور ان کی شخصیت میں جو چیزیں قدر مشترک ملتی ہیں ان لب لباب کچھ اسی طرح ہیں۔

دونوں کی ابتدائی تعلیم روایتی انداز سے ہوئی۔

دونوں نے اعلیٰ تعلیم بیرون سے حاصل کیا۔

دونوں نے قانون اور مغربی تہذیب سیکھا۔

دونوں اسلامی اقدار و نظریات کی گہری بصیرت رکھتے تھے۔

دونوں عروج پر پہنچے تھے۔

دونوں کے ہاں مشترکہ موضوعات پر نظمیں ملتی ہیں۔

مثلاً علامہ اقبالؔ کو حمایت اسلام کے سترھویں جلسے میں صدر جلسے میاں نظام الدین نے اقبال کو "ملک الشعرا" کا خطاب 23/ فروری 1901ء میں دیا تھا۔[7] اور احمد شوقی کو بھی مصری ادب میں امیر الشعرا کا خطاب سے نوازا گیا تھا۔[8]

اب ہم چند موضوعات کا ذکر کرتے ہیں جو دونوں شعراء کے یہاں مشترک ہیں۔

اندلس کے بارے میں دونوں کے یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اقبال کی طرح شوقی بھی افسوس اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں سقوط اندلس پر۔

چنانچہ شوقی اسلاف کی عظمتِ پارینہ کا ذکر کرتے ہوئے وہ مسلمانوں کے خوابیدہ عزائم اور جذبات کو ابھرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اِختِلافُ النَهارِ وَاللَيلِ يُنسي أُذكُرا لِيَ الصِبا وَأَيّامَ أُنسي
وَصِفا لي مُلاوَةً مِن شَبابٍ صُوِّرَت مِن تَصَوُّراتٍ وَمَسِّ
عَصَفَت كَالصِبا اللَعوبِ وَمَرَّت سِنَةً حُلوَةً وَلَذَّةُ خَلسِ
وَسَلا مِصرَ هَل سَلا القَلبُ عَنها أَو أَسا جُرحَهُ الزَمانُ المُؤَسّي
كُلَّما مَرَّتِ اللَيالي عَلَيهِ رَقَّ وَالعَهدُ في اللَيالي تُقَسّي
مُستَطارٌ إِذا البَواخِرُ رَنَّت أَوَّلَ اللَيلِ أَو عَوَت بَعدَ جَرسِ
راهِبٌ في الضُلوعِ لِلسُفنِ فَطنُ كُلَّما ثُرنَ شاعَهُنَّ بِنَقسِ
يا اِبنَةَ اليَمِّ ما أَبوكِ بَخيلٌ ما لَهُ مولَعاً بِمَنعٍ وَحَبسِ
أَحرامٌ عَلى بَلابِلِهِ الدَو حُ حَلالٌ لِلطَيرِ مِن كُلِّ جِنسِ
كُلُّ دارٍ أَحَقُّ بِالأَهلِ إِلّا في خَبيثٍ مِنَ المَذاهِبِ رِجسِ
نَفسي مِرجَلٌ وَقَلبي شِراعٌ بِهِما في الدُموعِ سيري وَأَرسي
وَاِجعَلي وَجهَكِ الفَنارَ وَمَجرا كِ يَدَ الثَغرِ بَينَ رَملٍ وَمَكسِ
وَطَني لَو شُغِلتُ بِالخُلدِ عَنهُ نازَعَتني إِلَيهِ في الخُلدِ نَفسي
وَهَفا بِالفُؤادِ في سَلسَبيلٍ ظَمَأٌ لِلسَوادِ مِن عَينِ شَمسِ
شَهِدَ اللهُ لَم يَغِب عَن جُفوني شَخصُهُ ساعَةً وَلَم يَخلُ حِسّي
يُصبِحُ الفِكرُ وَالمَسَلَّةُ نادي هِ وَبِالسَرحَةِ الزَكِيَّةِ يُمسي
وَكَأَنّي أَرى الجَزيرَةَ أَيكاً نَغَمَت طَيرُهُ بِأَرخَمَ جَرسِ
هِيَ بَلقيسُ في الخَمائِلِ صَرحٌ مِن عُبابٍ وَصاحَت غَيرُ نِكسِ
حَسبُها أَن تَكونَ لِلنيلِ عِرساً قَبلَها لَم يُجَنَّ يَوماً بِعِرسِ
لَبِسَت بِالأَصيلِ حُلَّةَ وَشيٍ بَينَ صَنعاءَ في الثِيابِ وَقَسِّ
قَدَّها النيلُ فَاِستَحَت فَتَوارَت مِنهُ بِالجِسرِ بَينَ عُريٍ وَلُبسِ
وَأَرى النيلَ كَالعَقيقِ بَوادي هِ وَإِن كانَ كَوثَرَ المُتَحَسّي
اِبنُ ماءِ السَماءِ ذو المَوكِبِ الفَخمِ الَّذي يَحسُرُ العُيونَ وَيُخسي
لا تَرى في رِكابِهِ غَيرَ مُثنٍ بِخَميلٍ وَشاكِرٍ فَضلَ عُرسِ
وَأَرى الجيزَةَ الحَزينَةَ ثَكلى لَم تُفِق بَعدُ مِن مَناحَةِ رَمسي
أَكثَرَت ضَجَّةَ السَواقي عَلَيهِ وَسُؤالَ اليَراعِ عَنهُ بِهَمسِ
وَقِيامَ النَخيلِ ضَفَّرنَ شِعراً وَتَجَرَّدنَ غَيرَ طَوقٍ وَسَلسِ
وَكَأَنَّ الأَهرامَ ميزانُ فِرعَو نَ بِيَومٍ عَلى الجَبابِرِ نَحسِ
أَو قَناطيرُهُ تَأَنَّقَ فيه أَلفُ جابٍ وَأَلفُ صاحِبِ مَكسِ
رَوعَةٌ في الضُحى مَلاعِبُ جِنٍّ حينَ يَغشى الدُجى حِماها وَيُغسي

وَرَهينُ الرِمالِ أَفطَسُ إِلّا أَنَّهُ صُنعُ جِنَّةٍ غَيرُ فُطسِ
تَتَجَلّى حَقيقَةُ الناسِ فيهِ سَبُعُ الخَلقِ في أَساريرِ إِنسي
لَعِبَ الدَهرُ في ثَراهُ صَبِيّاً وَاللَيالي كَواعِباً غَيرَ عُنسِ
رَكِبَت صُيَّدُ المَقاديرِ عَينَيهِ لِنَقدٍ وَمَخلَبَيهِ لِفَرسِ
فَأَصابَت بِهِ المَمالِكَ كِسرى وَهِرَقلاً وَالعَبقَرِيَّ الفَرَنسي
يا فُؤادي لِكُلِّ أَمرٍ قَرارٌ فيهِ يَبدو وَيَنجَلي بَعدَ لَبسِ
عَقَلَت لُجَّةُ الأُمورِ عُقولاً طالَتِ الحوتَ طولَ سَبحٍ وَغَسِّ
غَرِقَت حَيثُ لا يُصاحُ بِطافٍ أَو غَريقٍ وَلا يُصاخُ لِحِسِّ
فَلَكٌ يَكسِفُ الشُموسَ نَهاراً وَيَسومُ البُدورَ لَيلَةَ وَكسِ
وَمَواقيتُ لِلأُمورِ إِذا ما بَلَغَتها الأُمورُ صارَت لِعَكسِ
أَينَ مَروانُ في المَشارِقِ عَرشٌ أَمَوِيٌّ وَفي المَغارِبِ كُرسي
وَبِساطٍ طَوَيتُ وَالريحُ عَنسي أَنظِمُ الشَرقَ في الجَزيرَةِ بِالغَر
بِ وَأَطوي البِلادَ حَزناً لِدَهسِ في دِيارٍ مِنَ الخَلائِفِ دَرسِ[9]

اقبال نے بھی ان مقامات کی زیارت کرنے کے بعد چند نظمیہ کہیں ہیں لیکن وہ شوقی کی نظم سے بلند مرتبہ ہیں۔

عبد الرّحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت
سرزمینِ اندلس میں

یہ اشعار جو عبد الرحمٰن اوّل کی تصنیف سے ہیں، 'تاریخ المقری' میں درج ہیں مندرجہ ذیل اردو نظم ان کا آزاد ترجمہ ہے (درخت مذکور مدینتہ الزّہرا میں بویا گیا تھا)

میری آنکھوں کا نُور ہے تُو میرے دل کا سُرور ہے تو
اپنی وادی سے دُور ہوں مَیں میرے لیے نخلِ طُور ہے تو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا صحرائے عرب کی حُور ہے تُو
پردیس میں ناصبور ہوں مَیں پردیس میں ناصبُور ہے تو
غُربت کی ہوا میں بارْوَر ہو ساقی تیرا نمِ سَحَر ہو
عالَم کا عجیب ہے نظارہ دامانِ نِگہ ہے پارہ پارہ
ہمّت کو شناوری مبارک! پیدا نہیں بحر کا کنارہ
ہے سوزِ دُروں سے زندگانی اُٹھتا نہیں خاک سے شرارہ

صُبحِ غُربت میں اور چمکا ٹُوٹا ہُوا شام کا ستارہ[10]

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے مومن کا مقام ہر کہیں ہے

اندلس کے میدانِ جنگ میں

یہ غازی، یہ تیرے پُراسرار بندے جنھیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سِمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن نہ مالِ غنیمت نہ کِشور کشائی

خیاباں میں ہے مُنتظر لالہ کب سے قبا چاہیے اس کو خُونِ عرب سے

کیا تُو نے صحرا نشینوں کو یکتا خبر میں، نظر میں، اذانِ سحَر میں

طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو وہ سوز اس نے پایا انھی کے جگر میں

کُشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے وہ بجلی کہ تھی نعرۂ 'لَاتَذَر' میں

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے[11]!

نظریہ قومیت و وطنیت

الیَومَ نَسودُ بِوادینا
وَنُعیدُ مَحاسِنَ ماضینا
وَیُشیدُ العِزَّ بِأَیدینا
وَطَنٌ نَفدیهِ وَیَفدینا
وَطَنٌ بِالحَقِّ نُؤَیِّدُهُ
وَبِعَینِ اللهِ نُشَیِّدُهُ
وَنُحَسِّنُهُ وَنُزَیِّنُهُ
بِمَآثِرِنا وَمَساعینا
سِرُّ التاریخِ وَعُنصُرُهُ
وَسَریرُ الدَهرِ وَمِنبَرُهُ
وَجِنانُ الخُلدِ وَکَوثَرُهُ
وَکَفی الآباءُ رَیاحینا
نَتَّخِذُ الشَمسَ لَهُ تاجا
وَضُحاها عَرشاً وَهّاجا
وَسَماءَ السُؤدُدِ أَبراجا
وَکَذَلِكَ کانَ أَوالینا
العَصرُ یَراکُمُ وَالأُمَمُ
وَالکَرنَكُ یَلحَظُ وَالهَرَمُ
أَبني الأَوطانَ أَلا هِمَمُ
کَبِناءِ الأَوَّلِ یَبنینا
سَعیاً أَبَداً سَعیاً سَعیاً
لِأَثیلِ المَجدِ وَلِلعَلیا
وَلنَجعَل مِصرَ هِيَ الدُنیا
وَلنَجعَل مِصرَ هِيَ الدُنیا[12]

اقبال کے ہاں بھی وطن سے محبت کے گیت کثرت سے ملتے ہیں ان کا مشہور قومی نغمہ ہے۔

ارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا

پربت وہ سب سے اونچا، ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا

گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشک جناں ہمارا

اے آب رود گنگا، وہ دن ہیں یاد تجھ کو؟
اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

یونان و مصر وروما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام ونشاں ہمارا

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دور زماں ہمارا

اقبال! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو درد نہاں ہمارا

اسی طرح

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم وہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے [13]

غرض یہاں پر دونوں شعرا کے کلام میں ایک مماثلت پائی جاتی ہے احمد شوقی اپنی نظم ”المدرسة“ اور علامہ اقبال نے اپنی نظم ”ایک پہاڑ اور گلہری“ میں مدرسہ پہاڑ اور گلہر کے کردار وضع کرتے ہوئے اپنی بات

ان کی زبان سے ادا کروایا ہے۔ جو لب و لہجے کے اعتبار سے شاعری کی تیسری آواز ہے۔ شاعری کی تیسری آواز عظیم الشان شعرا کی شاعری میں پائی جاتی ہے۔

حواشی

کتابیات

(1) کلیاتِ اقبال۔ علامہ اقبالؔ

(2) جدید اردو تنقید اصول و نظریات۔ شارب ردولوی

(3) اردو شاعری پر ایک نظر۔ کلیم الدین احمد

(4) جدید عربی شاعری۔ ڈاکٹر فوزان احمد

(5) الشوقیات۔ احمد شوقی

(6) جدید عربی ادب۔ شوقی صیف (ترجمہ) ڈاکٹر شمس کمال انجم

[1]Kulyat-e-Iqbal,Allama Iqbal, Page no,36,Isteqlal Press Lahor,1991
[2] https://jmiurduadab.blogspot.com/2018/11/Allama-Iqbal.html
[3] https://jmiurduadab.blogspot.com/2018/11/Allama-Iqbal.html
[4] https://www.aldiwan.net/cat-poet-ahmed-shawqi
[5] https://www.aldiwan.net/cat-poet-ahmed-shawqi
[6] https://www.bibalex.org/libraries/Presentation/Static/Shawki.pdf
[7] https://centre.pk/urdu/387
[8] https://www.aldiwan.net/cat-poet-ahmed-shawqi
[9] https://www.aldiwan.net/poem63713.html
[10]Kulyat-e-Iqbal,Allama Iqbal, Page no,429,Isteqlal Press Lahor,1991
[11] Kulyat-e-Iqbal,Allama Iqbal, Page no,430,Isteqlal Press Lahor,1991
[12] https://www.aldiwan.net/poem7914.html
[13]Kulyat-e-Iqbal,Allama Iqbal, Page no,186,Isteqlal Press Lahor,1991